تفقہ فی الدین

دین کی سوجھ بوجھ حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے

اگر دین کی اصل کا ہی علم نہ ہو تو اعمال کی کوئی حیثیت نہ ہے

تحریر: محمود مرزا جہلمی مدیر اعلیٰ ہفت روزہ صدائے مسلم جہلم

تفقہ فی الدین (دین میں سمجھ بوجھ حاصل کرنے) کے لئے کوشش کرنا اور اپنی اپنی استعداد کے مطابق حاصل کرنا، ہر مسلمان پر اسی طرح واجب ہے جس طرح حصولِ علم ! راقم نے بحیثیت مسلمان سب سے پہلے جاننے کی کوشش کی کہ دین کیا ہے ؟ اس جستجو کا حاصل یہ ملا کہ دین کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ہے اور بس ! گویا دین کی حدود متعین ہیں۔ وہ نہ تو ان حدود سے باہر نکل سکتا ہے اور نہ اسے اُن سے نکالنے کی کوئی سعی کرنا چاہیے، کیونکہ حضور اقدس ﷺ نے دنیا سے جانے سے پہلے دوٹوک الفاظ میں فرمادیا تھا (ترکت فیکم امرین، لن تضلوا ما تمسکتم بھما، کتاب اللہ و سنتی) یعنی "میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں، ایک کتاب اللہ دوسری اپنی سنت، جب تک تم ان پر رہو گے ہرگز گمراہ نہیں ہو گے "۔ گویا دین کا ادراک انھی دو چیزوں کے اندر ہے اور جونہی کوئی فکر ان دو چیزوں کی حدود سے تجاوز کرتی ہے وہ اپنے تمام تر حسن کے باوجود دین نہیں رہتی، لیکن یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ دین کوئی جامد چیز ہے.... نہیں ! ہرگز ایسا نہیں!!! دینِ اسلام ایک انقلاب آفریں ضابطہ ہے، لہذا یہ انقلاب یہ خود برپا کرتا ہے اور اپنے برپا کردہ انقلاب کے سارے تقاضے خود ہی پورے کرتا ہے۔ یہ دانش اور حکمت کے موتی تو ہر جگہ سے چن لیتا ہے کیونکہ یہ مومن کی گم شدہ میراث ہے، مگر یہ کسی خارجی فکر کو اپنے اساسی نظریہ پر اثرانداز نہیں ہونے دیتا، یہ اس لیے نہیں کہ یہ تعصب یا تنگ نظری کا علمبردار ہے، بلکہ اس لئے ہے کہ کوئی بھی انسانی فکر، بیشک وہ صدیوں کے علم و تجربہ کا نچوڑ ہو، اپنی صحت پر قائم نہیں رہتی ہے۔ مثلاً کل ایک سائنسی نظریہ ایٹم بم کو ناقابلِ تقسیم کہتا تھا، تو آج دوسرا نظریہ بالکل اس کے الٹ سامنے آگیا ہے۔ اسلام جدت و اختراع کا حامی اور داعی ہے مگر یہ جدت و اختراع ان میدانوں میں ہے جو انسان کی عمومی ترقی کے لئے ہیں۔ اس لئے اختراع، دین کی ان تعلیمات میں نہیں ہے جو قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث میں متعین و بیّن ہیں، اس اختراع کو اسلام بدعت کہہ کر ٹھکرا دیتا ہے جبکہ ایٹم کی اختراع کو اپنے دامن میں سمیٹ لیتا ہے۔

تفقہ فی الدین کا ملکہ سب سے زیادہ حضور اقدس علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ کو تھا کیونکہ انھوں نے درسِ اسلام براہِ راست اسلام کے بانیؐ سے لیا تھا۔ اسی لئے حضور علیہ السلام نے یہ فرمادیا تھا: (خیر القرون قرنی، ثم الذین یلونہم ثم الذین یلونہم) ترجمہ "سب سے بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر جو اس سے مل گیا وہ بہتر ہے پھر جو اس سے مل گیا وہ بہتر ہے" یعنی تابعین کا زمانہ اور پھر تبع تابعین کا زمانہ۔ گویا اسلام کی صداقت و صحت پر جو آسمانی دلیل اور وحی کی شہادت موجود ہے اور جو اس پر چلنے والوں کو صراطِ مستقیم پر رکھنے کی ضامن ہے، صحابہؓ کی محترم جماعت، اسکے اولین مصداق ہیں۔ یوں ان کا تفقہ فی الدین دراصل وہی تھا جو منشائے باری تعالیٰ تھا۔ ان میں مشاورت میں تو اختلاف ہوتا تھا۔ لیکن اس کے بارے میں کوئی اختلاف نہ تھا کہ وضو کی ابتدا ہاتھوں سے ہوتی ہے۔ ان میں اس باب میں کوئی اختلاف نہ تھا کہ قربانی کے لئے بکری کا بچہ دو ندا ہوتا ہے تفقہ فی الدین دین کی اس تعبیر کو سمجھنے کے لیے اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے: (ان علینا جمعه و قرآنه، فاذاقرأ ناه فاتبع قرآنه، ثم ان علینا بیانه) "اسکو جمع کرنا، اس کی قرأت کرنا اور اسے کھول کھول کر بیان کرنا سب کچھ ہمارے ذمہ ہے" اور یہ بیان ایک تو قرآن کا اپنا ہے اسی لئے اسے قرآن ناطق کہتے ہیں۔ دوسرا رسول اللہؐ کا مبارک قول و فعل (حدیث و سنت) ہے اور تیسرا بیان وہ ہے جس پر رسول اللہ علیہ السلام نے اپنے صحابہ کرامؓ کی جماعت کو اپنے سامنے عمل کرایا۔ گویا بنیادی طور پر وہی تشریح ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول علیہ السلام کو سکھائی۔ لہذا تفقہ فی الدین کا یہ مطلب نہیں لیا جاسکتا کہ کوئی بندہ دین کی تشریحی کاوش کرے اور وہ کوئی ایسی فقہ سامنے لائے جو امتِ محمدیہؐ کو ایک دین کے ایک مصلی کی بجائے کئی مصلوں میں بانٹ دے۔ اگر کوئی ایسی تقسیم عمل میں آتی ہے۔ تو چونکہ فرقہ بنانا جائز نہیں اس لئے مسلمانوں پر فرض عین ہوگا کہ وہ ایسی قاسمِ امت فکر کو چھوڑ کر صراط مستقیم کی تلاش میں پلٹ کر کتاب اللہ اور سنت رسول علیہ السلام کی طرف جائیں۔ نبی علیہ السلام نے ایک امت چھوڑی تھی وہ پوری کی پوری ایک سسٹم پر تھی۔ یہی امتِ واحدہ تھی جس کی تقسیم کی ممانعت کی گئی اور جس کے اتحاد اور فکری ہم آہنگی کو برقرار رکھنے کے لئے کتاب اللہ اور سنت رسول علیہ السلام پر عمل پیرائی کا طریقہ بتایا گیا ہے۔

کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے مطالعے کے نتیجے میں کوئی ایسا جواز، کوئی ایسی سند، کوئی ایسا حکم، یا اجازت کوئی بڑے سے بڑا عالم بھی نہیں ڈھونڈ سکتا۔ جو تفقہ فی الدین کی کسی ایسی شکل کو مباح ٹھہراتی ہو۔ جو امتِ محمدیہؐ کو ایک مصلے کے پیچھے سے بھگا کر کئی مصلوں کے پیچھے کھڑا کردے اور اس طرح فرقہ سازی کی حمایت کرے فقہ اگر امت کی تقسیم کا باعث ہے تو لازم آتا ہے کہ تفریق اور تقسیم سے نجات پانے کے لئے اسلام کے اس بیان اور تعبیر و تشریح کو اپنالیا جائے، جو رسول اللہ علیہ السلام فرماگئے ہیں جس کے مطابق صحابہؓ کرام کو صراط مستقیم پر چلاکر دکھاگئے ہیں۔

نیکی کے بارے میں یاد رکھنا چاہیے کہ حضور اقدس ﷺ اسے معراج پر پہنچا گئے ہیں۔ یہ خیال ہی بنیادی طور پر فاسد ہے کہ کوئی نیکی ایسی بھی ہے۔ جو تھی تو نیکی مگر رسول اللہؐ اور آپ کے صحابہؓ نہ تو اسے معلوم کر سکے اور نہ ہی اس پر عمل کر سکے۔ دراصل بدعت اسی بھلائی اور کارِ ثواب کو کہا جاتا ہے، جسے امتی خود ایجاد کر لیں یا وہ نیک کام ہوتا ہے، جسے پیغمبر ﷺ نے بعض مواقع کے لئے تجویز نہیں فرمایا اور نہ ان پر عمل کر کے دکھایا ہے۔ مثلاً نمازِ عیدین سے پہلے اذان، اب اذان ہے تو شریعت کے اندر.... مگر نمازِ عیدین یا نمازِ جنازہ سے پہلے یا بعد اگر کہی جائے تو بدعت ہے۔ اسی طرح رسالتِ مآب ﷺ نے اذان سے پہلے درود شریف نہ پڑھا اور نہ پڑھنے کا حکم دیا۔ اب اگر کوئی بندہ اسے نیک کام سمجھ کر اذان سے پہلے بلند آواز میں پڑھتا ہے تو یہ بدعت ہے جبکہ اذان کے بعد درود ابراہیمی اور اذان کے بعد کی دعا کیا موذن اور کیا سامعین سب پر واجب ہے۔ درود بھی تجویز فرمادیا کہ درود ابراہیمی ہوگا۔ اسی طرح کتب حدیث میں دیگر درود بھی مذکور ہیں وہی مسنون ہیں اور مقبول ہیں۔ اب اگر ہم یا ہمارا کوئی نہایت ہی متقی بزرگ اپنے کسی خواب یا عقیدت و محبت رسول اللہ ﷺ کی بنیاد پر کسی نئے درود کی تعلیم دیں، تو وہ اپنی تمام تر شکوہ کے باوجود غیر مسنون اور نامقبول ہوگا۔ بدعت کی حسنہ اور سیئہ کے خانوں میں تقسیم بذاتِ خود بدعت ہے۔ دین کے اندر کسی بھی نئے امر کی ایجاد ہمیشہ نیکی کے نام پر ہوتی ہے۔ ورنہ برائی کو دین میں داخل کرنے کی کسی بھی کوشش کو بدعت کی یہ تقسیم کرنے والے بھی ناکام کر دیں گے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ کے احکام کو ان کے اصل مقام سے اور مفہوم میں بدل دینا ہی تحریف اور بدعت ہے۔ کسی مسنون عمل کو اسکے اصل مقام سے ہٹا کر کرنا ہی بدعت ہے درود شریف مسنون بھی ہے اور بہ حکم نص قرآنی اس کا پڑھنا ثابت ہے۔ اسکے فضائل بے شمار ہیں۔ مگر ایسے خود ایجاد کرنا اور ایسے مواقع پر پڑھنا جہاں اسکا پڑھنا ثابت نہیں بدعت ہے، یوں بدعت ہمیشہ سیئہ ہی ہوتی ہے کیوں کہ تمام اعمال حسنہ جو دنیا میں ممکن تھے وہ رسول اللہ ﷺ دین میں شامل فرما گئے۔

اہل تقلید کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ اگر تقلید مذاہب اربعہ چھوڑ دی جائے تو امت میں ایک مزاجی کیفیت جنم لے گی۔ مگر یہ دلیل نہایت ہی غیر قوی ہے۔ امتِ واحدہ کی مذاہبِ اربعہ کے چار خانوں میں تقسیم بذاتِ خود انتشارِ امت کی تمہید تھی اگر حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی فقہیں اسلام ہیں، تو فقہ جعفری سے تعرض کیوں؟ دوسرا جواب یہ ہے کہ پاک و ہند میں حنفیت بریلی اور دیوبند میں ایسی بٹی کہ ایک فقہی مسلک کے باوجود دونوں گروہ آپس میں ایک دوسرے کی تکذیب، تردید بلکہ اکثر تکفیر بھی کرتے ہیں۔ اور بریلوی سنی، دیوبندی سنی امام پر وھابیت کا الزام دھر کر اس کی اقتداء میں نماز سے نفور ہے اور موخر الذکر اول الذکر پر شرک و بدعت کا جرم ثابت کرتا ہے۔ پھر ایک اور لطیفہ بھی ہے کہ مقلدین چاروں فقہیں برحق مانتے ہیں مگر اس کے باوجود ایک تو اوپر والی حقیقت سے انکے اس موقف کی تردید ہوتی ہے، ثانیاً پاکستان کے اکثر متشدد قسم کے بریلوی احناف دورانِ حج امامِ کعبہ اور امام مسجد نبوی کے پیچھے نمازیں نہیں ادا کرتے۔ پھر تقلیدی مسلک میں ایک اساسی نقص یہ ہے کہ

رسول اللہ ﷺ نے اسلام ورثے میں چھوڑا تھا، مذاہب اربعہ یا خمسہ نہ چھوڑے تھے۔ یہ بڑی ہی عجیب کیفیت ہے کہ دینِ نبیؐ کی اس تشریح کو اسلام سمجھ لیا گیا۔ جو غیر نبیؐ شخصیات نے کی۔ اہلِ تقلید کا ایک اصولی موقف تو یہی ہے گو کہ عملاً وہ اس کے خلاف کرتے ہیں اور وہ یہ کہ عصمت صرف انبیاء علیہم السلام کا خاصہ ہے، یعنی نبی ﷺ کا دامن ہر قسم کی بھول سے پاک ہے۔ دین کی تعبیر کا کام اسی لئے حضور اقدسؐ سے لیا گیا۔ کیونکہ آپ ﷺ یہ تشریح وحی کی روشنی میں کرتے تھے، یوں آپ ﷺ کی پوری سنت، سیرت، حدیث اور پوری پیغمبرانہ حیاتِ طیبہ ہر قسم کی غلطی سے محفوظ تھی۔ اب اگر آپؐ کے اسلام کی کسی فقہی تعبیر کو من وعن اسلام کا بدل سمجھ لیا جائے تو منطقی طور پر فقیہ کو معصوم عن الخطاء ماننا جائے گا، جو محالات میں سے ہے۔ آئمہ فقہ کے شاگردوں نے بھی بعض معاملات میں ان سے اختلاف کیا ہے، کیونکہ وہ ان کی تعبیر کو تفقہ فی الدین کی ایک کاوش ہی سمجھتے تھے، مکمل دین یا دین کا بدل نہیں تصور فرماتے تھے۔

اللہ جل شانہ نے ہمارے لئے دینِ اسلام پسند فرمایا تھا نہ کہ حنفیت، شافعیت وغیرہ۔ فرض کیجئے میدانِ حشر میں کسی مقلد سے اس کے کسی غیر مسنون فعل پر گرفت ہو اور وہ یہ جواب دے کہ اس نے اپنے مسلک کے امام کا فقہی مسلک اپنایا تو عند اللہ یہ جواب قابلِ قبول نہ ہوگا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ تمھارے لئے حجت اور صراطِ مستقیم حضور ﷺ کی سنت وحدیث تھی نہ کہ امامِ فقہ کا مسلک!

اس لئے آئمہ فقہاء نے اپنے تفقہ فی الدین کے بارے میں یہ فرمانا ضروری سمجھا کہ ان کے قول کے مقابلے میں صحیح تو کیا اگر کوئی ضعیف حدیث بھی مل جائے تو انکے قول کو ترک کر دیا جائے، یوں وہ عند اللہ بری ہیں۔ اب یہ ساری ذمہ داری ان مقلدین کی ہے جو ان کے قول کو اسلام سمجھ بیٹھے۔ ہماری ان گزارشات سے ہرگز یہ اخذ نہ کیا جائے کہ ہم آئمہ فقہاء کی خدمتِ اسلام کے منکر ہیں اور نہ ہی ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ انھوں نے جو کچھ فرمایا ہے "وہ نعوذ باللہ سب غلط ہے" ہم جو کچھ کہنا چاہتے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث کے ذخائر جس طرح آج مکمل ترین شکل میں موجود ہیں اور جس طرح طالبانِ حدیث آج ان تک رسائی رکھتے ہیں یہ صورت ابتدائی دور میں نہ تھی، حدیثیں اطراف واکنافِ عالم میں صحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ پھیلتی گئیں۔ اس لئے آئمہ کرامؒ تک بعض احادیث پہنچ نہیں پائیں اور وہاں انھوں نے اپنی اجتہادی رائے پیش کر دی لہٰذا اب جب وہ احادیثِ صحاح ستہ کی صورت میں باسانی دستیاب ہیں تو ہم اس قسم کی قیاسی اور اجتہادی رائے کی جگہ حدیث کو قبول کر لیں۔ اور یہی آئمہ فقہاء کا حکم بھی ہے۔ ہم دوسری بات یہ کہتے ہیں کہ بعض مسائل پر ایک سے زیادہ احادیث موجود ہیں۔ ان کے پایہ اور درجہ میں فرق ہے کوئی متفق علیہ ہے کوئی مرفوع ہے کوئی حسن ہے کوئی قوی ہے اور کوئی ضعیف... کسی بھی مسئلہ کے بارے میں سب سے قوی سند والی حدیث کو لیا جائے اور ضعیف کو چھوڑا جائے۔

میں نے ۷۳ فرقوں والی حدیث پر غور کیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان میں سے ہر فرقہ اپنی اپنی سمجھ اور

زعم کے مطابق ایک تفقہ فی الدین پر قائم ہوگا اور ہر ایک کو اپنے امام کی فقہ کی صداقت میں یقین کامل ہوگا۔ لیکن ان میں سے صرف ایک ناجی اور باقی ناری ہیں۔ اب ان ۷۲ ناری فرقوں میں سے کوئی بھی یہ تسلیم نہیں کرے گا کہ اس کا یا اسکے امام فقہ کا تفقہ فی الدین ناقص ہے۔ کیا یہ امر دعوت فکر نہیں دیتا اور اس سے یہ مستنبط نہیں ہوتا کہ فقہ جامع امت نہیں بلکہ قاسم امت ہے اور امت محمدیہ کو صرف اور صرف کتاب اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی سنت پر ہی جمع کیا جاسکتا ہے۔ بمصطفی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست یہ قول برحق اور قابل عمل ہے۔

جہاں عند ابی حنیفہ، عند رسول اللہ ﷺ سے مطابقت رکھتا ہے، وہاں ان کی رائے قبول کرلی جائے۔ جہاں عند الشافعی اور عند رسول اللہ میں تضاد ہو وہاں عند الشافعی کو ترک کیا جائے۔ اسلام کتاب اللہ اور سنت وحدیث رسول اللہؐ سے عبارت ہے۔ اسی کی صداقت پر وحی کی شہادت موجود ہے۔ یہ صراط مستقیم ہے۔ یہی جامع امت ہے، یہی نجات کا ذریعہ ہے، اسی کو اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی پسندیدگی حاصل ہے اگر امت محمدیہ کو فرقوں کی تنگ اور پرپیچ راہوں سے نکال کر ہدایت کی شاہراہ اعظم پر لانا ہے تو وہ صرف قرآن وحدیث کی راہ ہے اسی لئے اللہ تعالی نے انکی حفاظت اپنے ذمے لی ہے تاکہ کل میدان قیامت میں کوئی بدنصیب یہ نہ کہہ سکے کہ اسے فقہ نے قید کرلیا تھا اور وہ آسانی صراط مستقیم کو پا ہی نہ سکا تھا۔

رئیس الجامعہ علامہ محمد مدنی صاحب اور مدیر الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر نے ممتاز اہلحدیث عالم دین مولانا سعید احمد یوسف زئی نائب مدیر پندرہ روزہ صحیفہ اہلحدیث کراچی اور مرکزی جمعیت اہلحدیث حیدرآباد کے امیر مولانا محمد ادریس کے قتل پر گہرے رنج وغم اور دکھ کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے ان کے قاتلوں کی فوری گرفتاری اور انہیں کیفر کردار تک پہنچانے کے ساتھ ساتھ ان کے قتل کے محرکات سے نقاب کشائی کا بھی مطالبہ کیا۔ مرحومین کے قتل کی خبر سے جہلم کی جماعت میں غم وغصے کی لہر دوڑ گئی۔ انکی غائبانہ نماز جنازہ بھی ادا کی گئی۔

[illegible]

جہلم (نامہ نگار) علامہ محمد مدنی نائب امیر مرکزی جمعیت اہلحدیث پاکستان و رئیس جامعہ علوم اثریہ جہلم اور قائد تحفظ حرمین شریفین موومنٹ پاکستان نے کراچی کے ممتاز عالم دین اور صحیفہ اہلحدیث کے نائب ایڈیٹر مولانا سعید احمد یوسف زئی کے قتل کو عظیم سانحہ قرار دیتے ہوئے گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایسے وقت میں جب ملک پہلے ہی داخلی انتشار اور عدم استحکام کا شکار ہے ایک اہلحدیث عالم اور صحافی کا قتل ملک کو مزید مذہبی بدامنی کی طرف دھکیلنے کے مترادف ہے۔

مولانا محمد ادریس کے قاتلوں کو گرفتار کرکے کیفر کردار تک پہنچایا جائے: جمعیت اہلحدیث

[illegible]

جہلم (نامہ نگار) مذہبی فرقہ پرستی یا سیاسی تنگ نظری کا شکار ہیں اور وہ ہی کسی حد تک دہشت گردی کی کارروائی میں ملوث ہیں۔ مگر چند دنوں کے اندر کراچی میں ممتاز اہلحدیث علماء کے قتل کے واقعات کے پیچھے موجود سازشی ہاتھ کو بے نقاب کرنا پڑے گا۔ وگرنہ شاید یہ پرامن جماعت بھی اپنے کارکنوں اور جوانوں کے جذبات کو قابو میں نہ رکھ سکے۔ ان خیالات کا اظہار جامعہ علوم اثریہ جہلم میں اہلحدیث مکتبہ فکر کے زعماء کے ایک ہنگامی اجلاس میں ملک کے مرکزی نائب امیر جمعیت اہلحدیث پاکستان مولانا محمد مدنی نے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اجلاس کی صدارت مدیر الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر فاضل یونیورسٹی نے کی۔ جبکہ دیگر مقررین حافظ [illegible] مدیر جامعہ اثریہ للبنات، مولانا [illegible] جنجوعہ، [illegible] بھی شامل ہیں۔ مقررین نے ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے حیدرآباد میں مرکزی جمعیت اہلحدیث کے امیر مولانا محمد ادریس کے قتل پر احتجاج، غم وغصہ کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سندھ کی ناکامی قرار دیا کہ کراچی کے بعد اب حیدرآباد میں چند دن میں ایک ممتاز اہلحدیث رہنما کو شہید کردیا گیا ہے۔ قرارداد میں حکومت سے کہا گیا کہ قاتلوں کو فوری گرفتار کرکے ان کے خلاف انسداد دہشت گردی کی عدالت میں مقدمہ چلا کر فوری سماعت کرکے قرار واقعی سزا دی جائے اور پس پردہ محرکات کا جائزہ لینے کے ساتھ اصل حقائق منظر عام پر لائے جائیں۔